رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اکدن دیکھنا (عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان
دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو.

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے ساٹ روپے (عہ)

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کیلئے میری اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیجاویں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے...... لیکن پھر بھی...... لوگ...... نہیں مانتے. (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۷)

جلد ۲ | مورخہ ۳ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۸۶

مدینۃ المسیح

حضرت مصلح موعود کو ابھی کھانسی کی شکائت ہے مگر حضور مہمات خلافت میں برابر مصروف ہیں۔

حضور نے ۳۱۔ دسمبر ۱۹۱۴ء بعد از نماز ظہر منشی غلام نبی صاحب بلانوی کا خطبہ نکاح مرزا محمود بیگ صاحب کی [illegible] ناجرہ [illegible] سے پڑھا۔ دو سو روپیہ مہر باندھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

ابھی چار سو کے قریب مہمان دارالامان میں موجود ہیں۔ آج بعد از نماز جمعہ بعض رخصت ہو گئے ہیں۔

ناظرین مطمئن رہیں۔ حضرت اولوالعزم کی تقریریں صاف ہو رہی ہیں۔ اور عنقریب چھاپی جائیں گی۔

تازہ خبریں

آسٹریوں نے تیدا کے بائیں ساحل کو بالکل خالی کر دیا ہے۔ نراد دیچولا کے جنوب میں جنگ ہمارے حسب منشاء نشو و نما پا رہی ہے۔ ہم نے ۱۸۔ دسمبر سے ۲۶۔ دسمبر تک دو سو افسر اور ۱۵ سپاہی گرفتار کئے۔ نیز چالیس کل کی توپیں بھی ہاتھ آئیں۔ کوہستان کارپیتھن کے درہ ڈیوکلا کی طرف آسٹریوں کی مراجعت روز بروز بدنظمی اور ابتری سے تبدیل ہوتی جاتی ہے۔

بحرین سٹیمر یکم جنوری کو اور سٹیمر اسلامی ۳ جنوری کو حاجیوں کو لے کر بمبئی پہنچیگا۔ لاڈ اسٹیمر ۱۴۔ جنوری کو بمبئی سے جدہ روانہ ہوگا۔ آمد و رفت کا کرایہ جہاز ستر روپے ہے۔ بہت سے حاجی بمبئی کے مسافر خانوں میں بیمار پڑے ہیں۔

بمبئی۔ ۳۰۔ دسمبر۔ روسی سٹیمر میٹور کے سترہ جہازی اس وقت بمبئی میں زیر حراست ہیں۔ کہ انھوں نے جہاز پر سرکشی کی تھی۔

ریت میں دھنسا ہوا جہاز۔ لنڈن ۲۹ دسمبر۔ سٹیمر بیجن جو ماہ حال کے آغاز میں ساحل ڈیل میں ریت میں دھنس گیا تھا۔ باہر نکلا۔ مگر طوفان میں زنجیر کے ٹوٹ جانے سے مکرر دھنس گیا۔ تاہم اب کے اسے نکالنا مثل سابق مشکل نہ ہوگا۔

جنیوا میں آتشزدگی۔ لنڈن ۲۸ دسمبر۔ آج جنیوا کے روئی کے گھاٹ میں آگ لگ گئی۔ جو جلد بجھا دی گئی ایک کمپنی کے دو سو اور دوسری کمپنی کے پندرہ گٹھے جل گئے۔ دو ہزار گٹھوں کو پانی سے خفیف نقصان پہنچا۔

جموں اور کشمیر کے راج کمار ہری سنگھ صاحب کی رانی صاحبہ ۲۹۔ دسمبر کو اس جہان سے گذر گئیں۔ اس غم پر سارے شہر میں ہڑتال ہے۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپا)

جنگ یورپ

انگلستان میں طوفان برق وباد - لنڈن ۲۰ دسمبر - غیر معمولی بارانی موسم کل تیز و تند ہوا اور بارش کا باعث موجب ہوا۔ کلیہم میں تین مکانات کے گرنے سے ایک آدمی ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔ مضافات دیہات سے بہت سے نقصان کی اطلاع آئی ہے۔ رود بار میں پانی طغیانی پر تھا۔ بحری طوفان باد سے انگلستان اور یورپ کے مابین سلسلہ تار میں بھی خلل واقع ہوا۔

قسطنطنیہ - میں ڈاڈونلز کے متعلق سخت تشویش پھیل رہی ہے۔ حکام اعلانات کے ذریعہ لوگوں کو حوصلہ دلانے کی بیحد کوشش کر رہے ہیں (لنڈن ۲۹ - دسمبر)

ایمڈن - کا کپتان مکر انگلستان پہنچ گیا ہے۔ اُسے نظر بند کیا گیا ہے۔ اس کی آمد کو مخفی رکھا گیا (لنڈن ۳۰ دسمبر)

مغربی محاربہ - پیرس ۳۰ - دسمبر - آج کوئی اہم واقعہ نہیں ہوا۔ اٹلی کے مشہور محب وطن گیری بالڈی کا پوتا لفٹنٹ گاری بالڈی ارگون میں بعض خندقوں پر حملہ کرنیکے دوران میں ہلاک ہوگیا۔ وہ پانچ بھائیوں سمیت اطالوی والنٹیروں کے دستہ میں شامل تھا۔ یہ والنٹیر فرانس کی طرف سے اس کی فوج میں شامل ہو کر لڑ رہے ہیں۔

روسی فتوحات - پیٹروگراڈ ۳۰ - دسمبر - پولینڈ میں جرمنوں کے خلاف ہمیں چھوٹی چھوٹی فتحیں حاصل ہوئیں۔ اور ان میں ہم نے کئی کلدار توپیں چھین لیں ہماری فوج نے دریائے نیڈا سے گذر کر دو مورچہ بند مواضع فتح کر لئے۔ اور تین توپیں تیس افسر و ۱۷ سو آدمی اسیر۔ دسمبر کے پچھلے نصف میں روسیوں نے بالعموم ترقی کر کے پچاس ہزار آسٹروی پکڑ لئے۔

آسٹریلوی اخبارات جو کلکتہ میں ۳۰ - دسمبر کو پہنچے۔ جرمن تاخت کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ سکاربورڈ کے گرجا میں نماز ہو رہی تھی۔ کہ اس پر دو گولے پڑے۔ مگر نمازی مستقل مزاج رہے۔ اس شہر پر کل تیس گولے پڑے گرانڈ ہوٹل کو بہت نقصان پہنچا۔ ہارٹل پول میں بھی خاصہ نقصان ہوا۔ وھٹبی پر دس گولے پڑے۔ مگر یہاں زیادہ نقصان نہ ہوا۔ جرمنوں کا بیان ہے کہ اس تاخت میں جرمن جہازوں کو برطانوی قلعوں کی گولہ باری سے خفیف نقصان پہنچا۔ مگر انھوں نے دو برطانوی ڈسٹرائر غرق کئے۔ اور ایک ڈسٹرائر نقصان اٹھا کر غائب ہوگیا ہارٹل پول میں ایک گولہ سے ۵ طلبا ہلاک ہوئے انگریزی حکومت نے پہرہ داروں کو حکم دیدیا ہے۔ کہ مشرقی ساحل پر جو شخص کسی طرح کا نشان کرتا یا سمندر پر نظر آنے والی روشنی دکھاتا نظر آئے۔ اُسے فوراً گولی مار دی جائے۔ (۱۸ ماہ دسمبر)

شراب کی قطعی ممانعت کے احکام روسی حکومت نے صادر کر کے بیئر تک کو بھی ممنوع قرار دیدیا ہے۔

ہندوستانی شجاعت - لنڈن ۳۰ - دسمبر - جرمنوں کی ایک زبردست فوج نے بتاریخ ۲۰ - دسمبر مواضع ژنٹ ہوبرٹ اور گونشی میں برطانوی خط مصاف پر حملہ کیا۔ یہ دونوں گاؤں بولون سے پچاس میل بجانب مشرق واقع ہیں۔ اور اب کھنڈر بن رہے ہیں۔ کیونکہ ان پر فرانسیسی۔ برطانوی اور جرمن تینوں کے توپخانوں کی زد پڑتی تھی۔ ان دیہات کے محاذ کی خندقوں میں ہندوستانی فوج مامور تھی۔ اور جرمن خندقیں بعض جگہ وہاں سے صرف پچاس گز کے فاصلہ پر تھیں۔ جرمنوں کے دستے علی الصبح سنگینوں اور دستی گولوں سے مسلح ہو کر آگے بڑھے۔ ہندوستانی کئی گھنٹوں تک بپامردی لڑے مگر آخر اس سیلاب کو روکنے سے عاجز آگئے۔ اتنے میں گورہ سپاہی اور ہندوستانی سوار فوج کی جو گھوڑوں سے اتر پڑی تھی۔ کمک پہنچ گئی۔ تیز فرینچ ٹڑی ٹوریل کی فوج کی دو رجمنٹیں آگئیں۔ اور دستی گولوں۔ خنجروں اور سنگینوں سے دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔ بندوق چلانے کا کوئی موقعہ بھی نہ تھا۔ بالآخر متحدہ افواج نے جرمنوں کو یکے بعد دیگرے تمام خندقوں سے خارج کر دیا اور مواضع گونشی پر علی الصبح قبضہ کر لیا۔

فن ہوا بازی کے متعلق امریکن افسر نے کہا بیان سے ہے۔ کہ اگرچہ فرانسیسی ہوا باز فرداً فرداً بہت ہی قابل ہیں۔ لیکن جنگی کارگذاری کے لحاظ سے برطانوی ہوا باز بہترین ہیں۔

برلن یونیورسٹی کے پروفیسر انگلستان کو کوسنے کے بعد ہموطنوں کو نان خشک پر گذارہ کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ برطانیہ میں تاجروں کی رائے ہے۔ کہ گورنمنٹ جہازی کرایہ کو بڑھنے سے روکے ورنہ اجناس خوردنی کے گراں ہو جانے کا خدشہ ہے۔ جرمن بلجیم میں کوانٹورپ سے بھی پیتیل تیضے نکالکر اسلحہ سازی کے جرمن کارخانوں کو بھیج رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ان گولوں کی تیاری میں مصالحہ کی قلت بڑی طرح سے محسوس ہو رہی ہے

مشرقی افریقہ سے ایک فوجی مراسلہ نگار لکھتا ہے کہ ٹانگر کے ناکام معرکہ کے بعد پھر کوئی لڑائی ہم نے نہیں کی۔ میری کمپنی کا صرف ایک آدمی ضائع ہوا ہے۔ اور وہ بھی بخار سے۔ اس ملک کی آب و ہوا گورہ لوگوں کے موافق نہیں۔ قرائن سے پایا جاتا ہے۔ کہ ہمیں دو سال یہاں بسر کرنے پڑیں گے۔ میں خود تندرست ہوں مگر میری کمپنی کے آدھے آدمی بخار وغیرہ سے بیمار ہیں یا رہ چکے ہیں۔

فرینچ غوطہ خور کوری جس کے پیر تیر لے جانے کی آج خبر آئی ہے۔ اگرچہ ڈوبنے کی خبر پہلے کبھی شائع نہ ہوئی تھی۔ ۱۶۰ فٹ لمبی ہے۔ وزن ۹۰۰ من ہے اس میں سات تارپیڈو نالیاں ہیں۔ رفتار پانی پر ۱۲ میل اور نیچے ۷ میل ہے۔ عملہ ۲۴ کس کا تھا۔

انگلستان کی انجمن اخوان الصفا نے فرانس کے ویران شدہ علاقوں کی امداد پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ تک خرچ کرنے اور آدمی بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ گاری بالڈی لیجن نے لنڈن میں ایک ہزار والنٹیر جرمنی و آسٹریا سے لڑنے کے لئے تیار کئے ہیں۔ اور فرانس میں ۲۰ ہزار والنٹیروں کو فوجی قواعد سکھا رہے ہیں۔

ککس ہیون کی تاخت میں جرمنی جہازوں کو باغلب وجوہ معقول نقصان پہنچا ہے۔ جرمن غوطہ خور کشتیوں کی کچھ پیش نہ گئی۔ کیونکہ برطانوی ڈسٹرائر اپنے کروزروں کے گرداگرد چکر لگاتے رہے۔ مغربی میدان جنگ میں کوئی اہم نئی حرکت نہیں ہوئی۔ وہاں آندھیوں۔ بارش۔ برفانی طوفان اور کیچڑ کی وجہ سے حرکت کرنی تقریباً ناممکن ہو رہا ہے۔ اور خندقیں پانی سے لبریز ہو رہی ہیں۔ بجانب مشرق جرمن فوجیں سخت نقصان اٹھا رہی ہیں اور وسطی پولینڈ میں اب مدافعت کے پہلو پر مجبور ہوگئی ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۳۔ جنوری ۱۹۱۵ء

موجودہ زمانہ کا نذیر
اور
نبوّت رحمت ہے یا زحمت؟

نمبر ۱

موجودہ وقت کے نذیر اور بشیر جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کی بعثت کے بعد بعض قرآن کریم کے ماننے والے قلوب میں بھی یہ انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ کہ آیا نبیوں کی بعثت حقیقتاً باعث رحمت ہے۔ یا باعثِ زحمت۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کوئی رسول مبعوث ہوا۔ تو نہ ماننے والے ہی زیادہ ہوئے۔ اور وہ گروہ بھی جو پہلے نبیوں کا ماننے والا اور نجات یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ اس سنت سے باہر نہیں رہا۔ اور قرآن کریم ہی کے فتوے کے مطابق اس ایک نئے رسول پر ایمان نہ لا کر منکروں کے گروہ میں داخل ہو کر خدا کے عذاب کا مستحق ٹھہر گیا۔ یہ دیکھ کر ان کے دل میں یہی خدشہ گذرنے لگتا ہے۔ کہ بحیثیت مجموعی نبوت رحمت نہیں۔ بلکہ زحمت ہی ہے ٭

مگر ایسے دوستوں اور دوسرے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عموماً انبیاء اسی وقت مبعوث ہوتے ہیں۔ جب قوموں کی حالتیں بگاڑ کے انتہائی نقطے پر پہنچ جاتی ہیں۔ اور وہ اس امر کی مستحق ٹھہر جاتی ہیں۔ کہ ہلاک کر دی جائیں۔ غرضکہ عام خرابیاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور ظہر الفساد فی البرّ والبحر۔ کا نمونہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ اور کوئی صورت ان کی اصلاح کی نہیں ہوتی۔ اور سوا اس کے کہ خدا اپنے فضل سے ایک روحانی بارش نازل فرمائے۔ تاکہ وہ جو اپنی اصلاح چاہتے ہوں۔ اور اپنی پیاس بجھانی چاہتے ہوں۔ اپنی اصلاح کر لیں۔ اور پیاس بجھا لیں۔ اور بقیہ لوگ جو نہیں چاہتے کہ ہلاکت سے بچیں وہ ہلاک ہوں ٭

قرآن کریم نے نبوت کے سلسلہ کو بارش سے بار بار تشبیہ دی ہے۔ اور حقیقت میں یہ نہایت ہی سچی ہوئی تشبیہ ہے دیکھو بارش بھی عموماً ایسے ہی وقتوں میں ہوتی ہے۔ جبکہ دنیا کے قیام کے لئے بارش کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ (سوا خاص حالتوں کے جبکہ وہ بطور عذاب و تخویف ہی کے بھیجی گئی ہو) ہاں جس طرح جسمانی بارش کے ہونے پر اچھے پھل اور بُرے پھل دونوں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں ہوا اور پانی وغیرہ صاف ہو کر حیات کے لئے قائم بخش ہو جاتے ہیں۔ وہاں اکثر ناپاک و ناقص چیزوں کی عفونت اور مضر صحت جرمز میں ترقی ہو کر صحت کی خرابیوں کے سامان بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس ظاہر ہو کہ بارش کی ہی وجہ سے دو متضاد کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کہ ان میں سے ایک تو دنیا کے قیام کے لئے مفید اور دوسری مضر ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی بارش ہونے پر بھی دونوں طرح کے درختوں میں پھل لگتے ہیں۔ اور دونوں طرح کے پھلوں میں زیادتی اور بہتات ہوتی ہے۔ یعنی جہاں روحانیت میں لوگ ترقی کرتے ہیں۔ وہاں ان کے مخالفین شیطنت میں بھی ترقی کے ساتھ ساتھ برائی کے پھلوں کی ترقی بھی ہوتی ہے اور اکثر ناپاک اور ناقص خیالات کے انسان اور بھی بگڑ جاتے ہیں۔ یہ سنۃ اللّٰہ ہے۔ جو جسمانی اور روحانی دونوں عالم میں پائی جاتی ہے۔ مگر جسطرح کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جب ظاہری بارش سے مضرات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو بارش رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ اسی طرح روحانی بارش کے بارہ میں بھی کسی کو ایسا کہنے کا حق نہیں۔ کیونکہ دونوں سے اگرچہ مضرات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ مگر دونوں یکساں طور پر اپنے اپنے عالم کے قیام کے لئے ضروری ہیں ٭

خدا کا ارادہ بارش سے جسطرح جسموں کو فائدہ پہنچانے کا ہوتا ہے۔ اگرچہ اس سے خاص قسم کے کمزور جسمانیت اور مرضاء کو غفلتوں اور نادانیوں کا بُرا خمیازہ ہی اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی طرح بارش روحانی یعنی بعثت انبیاء سے بھی ارادۂ خداوندی فائدہ روحانی ہی کا ہوتا ہے۔ اگرچہ خاص قسم کے روحانی امراض والوں کا مرض ان کی نادانیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اور بڑھ ہی کیوں نہ جائے۔ اسی حقیقت کی طرف ان اور ایسی آیات میں خدا تعالیٰ نے غافل انسان کو توجہ دلائی ہے ٭

"مایزید بہ الا خسارہ" "فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضاً" "یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً" ٭

اس امر کی ہدایت کے لئے کہ انبیاء اُسی وقت آتے ہیں جب قوموں میں ظلم و زیادتی۔ فسق و فجور انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور قومیں اس لائق ٹھہر جاتی ہیں۔ کہ ہلاک کر دی جائیں۔ اور ان کی یا ان کے بعض افراد کے سدھار کا بھی کوئی راستہ خدا کے علم و مصلحت میں نہیں رہتا۔ بجز اس کے کہ انبیاء مبعوث کئے جائیں۔ مندرجہ ذیل آیات اور اس مضمون کی دوسری آیتوں پر غور کرنا کافی ہوگا۔ اللّٰہ تعالےٰ فرماتا ہے ٭

ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبیّنٰت وما کانوا لیؤمنوا کذالک نجزی القوم المجرمین ۝ (سورہ یونس۔ رکوع ۲)

یعنی پہلی قوموں کو جو ہم نے ہلاکت کا منہ دکھلایا۔ تو ویسے ہی حالت میں جبکہ انہوں نے ظلم و زیادتی کو اپنا پیشہ بنالیا تھا۔ اور فسق و فجور میں گھر گئے تھے۔ اور وہ بھی اس وقت ہلاک کیا۔ جبکہ ان کو اصلاح کا موقعہ دینے کے لئے ہم نے ان کے پاس اپنے ملموروں کو بھیج لیا۔ اور کھلی کھلی نصیحتوں اور نشانوں کے ساتھ وہ ان کے پاس پہنچے۔ اور وہ بلا بعثت انبیاء کے ایماندار بن بھی نہیں سکتے تھے۔ اور ان کی اصلاح ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ ایسی ہی حالتوں میں ایسے مواقع اصلاح پیدا کر دینے کے بعد ہم گنہگار قوموں کو سزا دیا کرتے ہیں ٭

پھر ایک مقام پر فرماتا ہے ٭

قالت رسلھم افی اللّٰہ شک فاطر السمٰوات والارض یدعوکم لیغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمّیٰ (سورہ ابراہیم رکوع ۲۔)

یعنی پہلی قوموں کے رسولوں کے ذریعہ بھی لوگوں کو یہی بتلایا گیا تھا۔ کہ جس خدا نے تمہارے جسمانی سامانوں کیلئے اتنے بڑے بڑے اجرام سماوی اور نعمائے ارضی پیدا کئے ہیں وہ تمہاری روحانی ضروریات سے کیونکر غافل رہتا؟ کیا تم اس پر ایسا شک کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ نہیں نہیں۔ وہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اپنے رسولوں کے ذریعہ تمہارے گناہوں کی بخشش کے لئے آواز پر آواز دے رہا ہے۔ اور بعثت انبیاء کی یہی غرض ہے۔ کہ جس گنہگاری اور گھور پاپ کی زندگی تم گذار رہے ہو اس سے تم نکل آؤ۔ اور اسطرح تم اس قومی ہلاکت اور زوال سے بچ جاؤ۔ جو ایسی گنہگاری کی زندگی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور اسطرح تمکو ایک کامیاب اور فلاح یافتہ قوم ہونیکی حالتیں ایک خاص زمانہ تک دنیا میں رہنے کا موقعہ مل جائے ٭

کلامِ حقانی

(از مولوی علی احمد صاحب حقانی۔ نارمل سکول راولپنڈی)

سنا بھی تم نے کہ شورائے بختن کیا ہے | جو انگلیوں پہ نہ ناچے وہ انجمن کیا ہے؟

امیر وہ کہ چلے جیسے انگلیوں میں قلم | کہے جو ہمکو چناں کن چنیں مکن کیا ہے؟

وہ تجربہ تو خلافت کا ہو چکا چھ سال | پھر امتحان کی اس قیلو قال پہ دھن کیا ہے

ہٹی نہ رسمِ خلافت رہی نہ آزادی | نہ کھا سکا اسی تدبیر کا وہ گھن کیا ہے

نہال کہنہ کٹا اور یہ نو نہال لگا | پہاڑ ہے یہ خلافت کی بیخ و بن کیا ہے

وہ بوجھ تھا کہ کمر اس نے توڑ دی چھ سال
جو چاہو اب خرِ عیسیٰ کو لاد لو سو محال ہو

چھپے چھپے رہے ارماں دبے دبے برسوں | رہی ہیں سینوں میں ہم حسرتیں لگی برسوں

نہ بات کرنے کا امکاں نہ تاب خاموشی | ڈھکے ڈھکے ہوئے شدید گئے سے پکے برسوں

نہ چین دے یہ وہ کل ہے حکومتِ شخصی | ہم اس کے پیچ کو ڈھیلا کیا کئے برسوں

کبھی جو اپنی سی کی منہ کی ہم نے چوٹ کھائی | نہ چاہتے تھے جو ہم وہ کیا کئے برسوں

ہمارے ہاتھ میں سب کچھ تھا ایک چیز نہ تھی | کہ خلعت ایک کو ہم سے بڑا کئے برسوں

وہ بار یار کی بیعت تھی ایک بارِ عظیم | تھے اور لوگ جو اسکو اٹھا سکے برسوں

خدا کے واسطے یارو وہ راہ ہو پیدا
کہ آئی دال پلے دین اور مٹے جھگڑا

یہ احمدی تو ہیں پاگل انہیں خبر کیا ہے | غریب لوگ ہیں پاس انکے سیم و زر کیا ہے

یہ جانتے ہی نہیں ہے جہان میں کیا کچھ | خدا کا نام ہے اور ان کے گھر کیا ہے

نیاز و راز الگ بلکہ خود نماز الگ | یہ شیر ہوں تو سمجھتے نہیں شکر کیا ہے

یہ چند لوگ ہیں چندہ بھی کچھ نہیں چنداں | جو پانچوں گھی میں ہوں انکی انہیں خبر کیا ہے

ہمارا بھائی ہے جو نام کا مسلماں ہے | کسی کے کام سے کیا منفعت ضرر کیا ہے

کرو وہ کام ہو جس میں اشاعتِ اسلام | نہ پوچھو آگے کہ اسلام جانور کیا ہے

برونا احمدِ مختار کو نبی نہ کہو
جو ورد سروں کو نہ بھائے وہ تم کبھی نہ کہو

وہ قادیان کہ دار الاماں ہو نامِ خدا | وہ قادیاں کہ محبت میں ہے خدا کی ثنا

وہ قادیاں کہ کلیمِ خدا کا گھر ہے وہاں | وہ قادیاں کہ کلامِ خدا جہاں اترا۔

وہ قادیاں کہ لئے کھینچ اس نے دل ایسے | وطن کو چھوڑ کے واں آ بسی ہے خلقِ خدا۔

وہ قادیاں کی زمیں جس کے ایک ٹکڑے کو | بہشت ہونیکا فضلِ خدا سے فخر ملا۔

وہ قادیاں کہ مرکز ہے احمدیت کا | وہ اہل بیتِ رسالت کا مسکن والا

چھٹا ہے جن سے الگ ہو گئے وہاں سے وہ
یہاں سے بھاگے تو بھاگیں گے آسماں سے وہ

جدائی مرکزِ وحدت سے ہے پریشانی | ہے ذرہ ذرہ کو مرکز سے جذب پنہانی

قمر زمیں سے زمین آسمان سے مربوط | کہ آفتاب ہے فضلِ خدا سے نورانی

ہے ذرہ ذرہ میں سربستہ زندگی کا بھید | نہ چھوڑ اپنے ہیولا کو۔ کر نہ نادانی تو

جو پتیاں کہ جدا ہو گئی ہوں ڈالی سے | کرے نہ سبز انہیں ابرِ بہار کا پانی۔

جدا جو عضو بدن سے ہوا۔ ہوا مردار۔ | وہ جسم جسمِ گدا ہو۔ کہ جسمِ سلطانی۔

ملیں جو خاک میں ہم خاکِ قادیاں میں ملیں
جوارِ رحمتِ داور آسماں میں ملیں

جو جانتا ہے کہ انی معک کیسا ہے کیا۔ | وہ اہل بیت کا دامن کبھی نہ چھوڑیگا

خدا بتائے جسے اپنے فضل سے محمود | مذمت اس کی بھلا کام پھر ہوا کس کا؟

نکال آنکھ کو کمبخت تا نہ ہو بد بین تو | ہے نورِ چشمِ نبی تیری آنکھ کا کانٹا

کلیم حضرتِ حق یعنی حضرتِ موسےٰ | جنابِ یوسف و یعقوب دوستانِ خدا

محمد اور محمد کا باپ ابراہیم | کہ جن کے حسن پہ دنیا کہے ہے صلِّ علیٰ

یہ نام وہ ہیں۔ کہ ہیں فخرِ ابنِ آدم کے | بتا تو ان میں نہیں کون نوحؑ کا بیٹا؟

تو غرق ہو تیری اک ابن نوحؑ پہ ہے نظر | تجھے یہ شک ہے کہ آدم کا تو نہیں بیٹا۔

اسی کو لیس من اهلک کہا تھا خالق نے | یہاں بھی ایسی سند تیرے پاس ہے تو دکھا

چمک اٹھا زرِ خالص ترے رگڑنے سے | تو روسیاہ ہے سنگِ محک ہے نام ترا

نہ مل سکے تو خدا سے تو با خدا سے مل
طلب ہے حق کی تو حق کے آشنا سے مل

مثال زینتِ دنیا بجز سراب نہیں | یہ چشمہ وہ ہے کہ اک قطرہ جس میں آب نہیں

لگی ہے آگ ترے پاس قطرہ آب نہیں | اس آگ پر ترا کمبخت دل کباب نہیں

خدا کا قہر ہے برق اور گناہ ہے باروت | لڑی جو برق سے باروت میں یہ تاب نہیں

فریبِ نفس نہ کھا دیکھ حکم ولتنظر۔ | کہا ہے کس نے کہ تو موردِ عذاب نہیں۔

گرا ہوا ہے ترے آستاں پہ حقانی | غریب کا کوئی ملجا نہیں مآب نہیں۔

الٰہی اک تری رحمت سے ہے مجھے امید | گدا ہوں میں ترا میرا کوئی حساب نہیں

دلا دے جامِ محبت تو دستِ ساقی سے | ادب سکھا کہ بہکنے کی یہ شراب نہیں۔

لگا دی عشق کی آگ اور بجھا دے دوزخ کی۔ | تو اسکا حوصلہ بخش اسکی مجھ کو تاب نہیں

گناہ بخشدے نیکوں میں دے ملا اس کو
پڑا ہے خاک میں ابرار میں اٹھا اس کو

(یہ نظم مولوی علی احمد صاحب نے سالانہ جلسہ پر پڑھی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے

۲۵ - دسمبر ۱۹۱۴ء کو دیا

(بایام جلسہ سالانہ)

الحج اشھر معلومٰت فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج - وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ واتقون یاُولی الالباب - (سورہ بقرہ رکوع ۲۵)

پیشتر اس کے کہ میں اس آیت کے متعلق جو میں نے ابھی پڑھی ہے آپ لوگوں کے سامنے کچھ بیان کروں - ایک اور بات بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں - تھوڑے ہی دن ہوئے - کہ لاہور سے ایک شخص آیا - اور اس نے مجھ سے ایک بات کا ذکر کیا جس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی - میں عام طور پر لوگوں کی ایسی باتوں پر دھیان کرنے کا عادی نہیں ہوں - اور لوگ بہت سی اس قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں - مجھے ان کا کبھی ذرا بھی خیال نہیں آیا - لیکن اس بات کا مجھ پر اثر ہوا - اسلئے نہیں کہ وہ میری اپنی ذات کے متعلق تھی - بلکہ اسلئے کہ جماعت کو اس ابتلاء سے بچانا چاہیئے تا ایسا نہ ہو کہ یہ ابتلاء بڑھتا بڑھتا بہت پھیل جائے - اس شخص نے بیان کیا - کہ مجھ سے ایک بڑے شخص نے تمسخر سے پوچھا کہ چودھری فتح محمد ولایت میں کیا کام کرتے ہیں - اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری تعلیم کے مطابق کہ دنیا میں احمدیت پھیلائی جائے - وہ کوشش کر رہا ہے - اس کو کب کامیابی ہوئی ہے - اگر تمہارے طریق سے کامیابی ہوتی تو چودھری صاحب اس وقت تک ایک دو انگریز ہی مسلمان کرتے - ایک اور شخص نے اسی مجلس میں سے کہا کہ میں نے چودھری فتح محمد کا خط چھپا ہوا دیکھا ہے - جس میں لکھا تھا کہ جنگ ہو رہی ہے - جس سے اسکی مُراد یہ تھی کہ چودھری صاحب ولایت میں کچھ نہیں کرتے ہیں یونہی لغو کوشش کر رہے ہیں - بھلا اس طرح کامیابی ہو سکتی ہے - یہ باتیں سن کر میرے دل میں درد پیدا ہوا - میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ الٰہی اگر یہ سچ ہے کہ تو نے دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے مسیح موعود کو بھیجا - اگر یہ درست ہے کہ مسیح موعود تیری طرف سے مامور ہو کر آیا تھا - اگر یہ سچ ہے کہ دنیا سے اسلام اُٹھ چکا تھا - اور مسیح موعود کو تو نے اسلام کے پھیلانے کے لئے بھیجا تھا - تو دنیا میں اس کا نام لیکر اور اس کا ذکر خیر کر کے ہمیں برکت ہونی چاہیئے - نہ یہ کہ ہم ترقی نہ کر سکیں - اور اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوں - اے میرے مولا تو نے اپنے مسیح کو ہم میں رحمت کے طور پر بھیجا تھا یا عذاب کے طور پر - اگر وہ عذاب کے طور پر آیا تھا تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کو چھپائیں اور اس کی باتوں کو پوشیدہ رکھیں تا کہ مغضوب قوم نہ کہلائیں - لیکن اگر وہ فضل اور رحمت تھا - دنیا کی بدیوں کو دور کرنے اور اصلاح خلق کے لئے اور دنیا سے فسق و فجور دور کر کے امن و امان قائم کرنے کے لئے آیا تھا تو اسی کے ذریعہ دین اسلام کی ترقی ہونی چاہیئے - مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے - مسیح موعود کو دنیا نہیں مان سکتی - کہنے والے نے تو یہاں تک بھی کہدیا کہ مسیح موعود کا ذکر سم قاتل ہے -

الٰہی بشارت

اس بات کو کوئی بیس دن گذرے ہیں - میں نے متواتر ہر روز دعا کرنی شروع کی کہ الٰہی میں اپنے ہی فائدہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے فائدے کے لئے یہ چاہتا ہوں کہ تو اس بات کو ثابت کر دے کہ جس نبی کو تو نے ہم میں بھیجا - وہ رحمت اور فضل ہے - اس کے لئے کوئی سامان کر کے ایسا نظارہ دکھلا تبھی کہ ہر ایک اس کو دیکھ لے اور اُسے معلوم ہو جائے - کہ حضرت مسیح موعود کا ذکر کر کے کامیابی ہو سکتی ہے - گذشتہ ہفتوں میں جو ولایتی ڈاک آئی - اس کو میں اس خیال سے پڑھا کہ خدا تعالیٰ کوئی خوش کن خبر پہنچائیگا اس گذشتہ ہفتہ بھی میں نے اسی شوق سے خطوط کو پڑھا - لیکن کوئی خط نہ تھا - تاہم مجھے خیال تھا کہ ایک منگل (اس دن قادیان میں آج کل ولایت کی ڈاک آتی ہے) جلسہ کے ایام میں بھی آتا ہے - خدا تعالیٰ اسی میں کوئی صورت نکالیگا - لیکن پیشتر اس کے کہ منگل آوے آج چودھری فتح محمد صاحب کا تار آیا ہے کہ

Corio be come Ahmadi Muslim

یعنی مسٹر کوریو احمدی مسلمان ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول کیا اگر ساری دنیا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ مانے - تو ہمیں کیا پرواہ ہے - کیونکہ ہمارے پاس حق ہے - اگر دنیا اس کو قبول کرے گی تو اس کا بھلا ہو گا اور اگر قبول نہیں کریگی تو تباہ و برباد ہو گی ہمیں اُس کے نہ قبول کرنے سے کوئی بھی نقصان نہیں - کیا دنیا کے تمام لوگوں کے قرآن شریف کو قبول کرنے سے اس کی قدر اور منزلت ہو سکتی ہے - ہرگز نہیں قرآن اپنے اندر حق رکھتا ہے - اسلام اپنے اندر صداقت اور خوبی رکھتا ہے - اگر ساری دنیا اس کی تعریف کرنے لگجائے تو اس میں کچھ بڑھ نہیں جاتا - اور اگر ساری دنیا اس کو چھوڑ دے تو اس میں سے کچھ گھٹ نہیں جاتا - لیکن ہماری ترقی کی کوششوں میں یہ ایک روک تھی کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر ولایت میں تبلیغ کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکتی - خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی مٹ گئی ؛؛

اصل تقریر

اس کے بعد میں اس آیت کے متعلق جو میں نے پہلے پڑھی ہے - بیان کرتا ہوں :-

میری تقریر اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی - زندگی رہی - اور ہر طرح کے سامان خدا تعالیٰ نے مہیا کئے تو ۲۷ - ۲۸ - تاریخ کو ہو گی - میری طبیعت بیمار ہے - دیکھئے اس وقت بھی کھانسی ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں مجھے ریزش ہو گئی - چونکہ جلسہ قریب ہی آ گیا تھا - اسلئے میں نے درس بند کر دیا تا کہ حلق صاف ہو جائے - مگر شاید اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی - درس ہوتا رہتا - تو وہ آپ ہی کوئی انتظام حلق کے صاف ہونے کے لئے کر دیتا - لیکن ایسی قدرت الٰہی ہوئی کہ درس بند کئے ابھی دو دن ہی ہوئے تھے - کہ دو عیسائی یہاں آئے - اور انہوں نے کہا کہ ہم اسلام کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں - اور بڑا وقت اس کام کے لئے آپ سے لینگے - یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہی تھی - تین دن ان سے گفتگو ہوتی رہی - اسکی وجہ سے کھانسی ہو گئی یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ ۲۷ - ۲۸ کو مجھے تقریر کرنے کا موقع ملیگا یا نہیں - اللہ خوب جانتا ہے - مگر آج ایک اور ضروری بات ہے وہ بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے :-

دنیا میں انسان جو کام کرنے لگتا ہے - اسی قسم کی دوسری مثالوں کو دیکھ کر ان سے نتائج اخذ کر لیتا ہے - مثلاً کوئی کمیٹی بنانے والے دوسری کمیٹیوں کے قواعد اور ضوابط منگوا کر دیکھتے ہیں - ان سے انہیں معلوم ہوتا ہے کہ پریزیڈنٹ ہوتا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہماری انجمن کا بھی پریزیڈنٹ ہونا چاہیئے - وہ دیکھتے ہیں کہ ایک سکرٹری ہوتا ہے وہ سکرٹری بنا لیتے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ ایک محاسب ہوتا ہے - وہ بھی محاسب بنا لیتے ہیں - اسی طرح وہ تجارتی کمیٹی جو نئی بنتی ہے

وہ دوسری تجارتی کمیٹیوں کے قواعد و ضوابط منگواتی ہے تعلیمی کمیٹی بنانے والے اور ایسی ہی کمیٹیوں سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ تو ہر ایک قسم کی کمیٹی کے بنانے والے اپنے سے پہلی تنظیموں سے فائدہ اٹھا کر ان کے قواعد پر عمل کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی ان کو کرنا بھی چاہیئے۔ کیونکہ بڑا بے وقوف ہے وہ انسان جو تجربہ شدہ بات کو چھوڑ کر خود تجربہ کرنا شروع کر دے۔ اور اگر وہ اس طرح کرنے لگے۔ تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ اتنی تو کسی کی عمر بھی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ سارے تجربے خود کر سکے وہ تو اسی کوشش اور سعی میں ہی وفات پا جائیگا۔ تو تجربہ شدہ باتوں سے فائدہ اٹھانا عقلمندوں کا کام ہے۔

سالانہ جلسہ کی اہمیت

ہمارے لئے بھی جلسہ ہر سال آنیوالی چیز ہے۔ جس طرح وہ کمپنیاں دوسری اپنی ایسی کمپنیوں کے قواعد سے نتیجہ اخذ کرتی ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ اس جلسہ کی رنگ کی کسی چیز سے نتائج اخذ کر کے فائدہ اٹھاویں۔ ہم اپنے جلسہ کو کسی کمیٹی یا جلسہ سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں دے سکتے۔ انجمنیں اور کمیٹیاں تو دنیا میں بہت ہیں مگر ان سے ہمارے جلسہ کو اس لئے مشابہت نہیں ہے کہ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ مگر ہم جس کام کی نظیر چاہتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور اسی کا قائم کردہ ہے لوگ کئی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ میلے لگتے ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں لیکن ہم کسی میلہ کے لئے اکٹھے نہیں ہوتے۔ ہماری غرض تماشہ دیکھنا نہیں ہوتی۔ دنیا میں لوگ تماشوں کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے سامان لاتے ہیں۔ خرید و فروخت ہوتی ہے۔ ہم اس کے لئے بھی جمع نہیں ہوتے۔ اب ہم جو قواعد بنائیں تو کس طرح بنائیں۔ اور کس چیز سے اپنے اجتماع کو مشابہت دیں اس کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دنیا میں ایسی ہے۔ جس سے ہمارے جلسہ کو مشابہت ہو سکتی ہے اور وہ حج ہے۔ حج کوئی میلہ نہیں نمائش نہیں۔ کسی انجمن کا جلسہ نہیں۔ وہ خدا کا کام ہے اور دین کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ خدا کے نبیوں کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ حج کے لئے جو قواعد اور ضوابط ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں حج کے متعلق احکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حج کچھ معلوم مہینے ہیں (محرم ۔ ذی القعدہ رجب ذی الحج ۔ سارا مہینہ یا دس دن) پس جو کوئی ان میں حج کا قصد کرے اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ وہ یہ کرے۔ کہ حج میں رفث ۔ فسوق اور جدال نہ کرے۔ یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جو حج کے لئے جاتا ہے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ حج میں رفث ۔ فسوق اور جدال نہ کرے۔ رفث کیا ہے جماع کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حج میں منع ہے۔ لیکن اس کے معنی اور بھی ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ بد کلامی ۔ گالیاں دینا۔ گندی باتیں بیان کرنا۔ گندے قصے سنانا۔ لغو اور بے ہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں ہانکنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر کوئی حج کو جاتا ہے تو اسے کسی قسم کی بد کلامی نہیں کرنی چاہیئے۔ گندے قصے نہ بیان کرنے چاہیئیں گپیں ہانکنی چاہیئیں۔ فسوق کے معنی ہیں اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ تو حاجیوں کا فرض ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے باہر نہ نکلیں۔ اور تمام احکام کو بجا لائیں پھر جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں لڑائیاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں۔ اور بعض تو تندمزاج واقعہ ہوتی ہیں۔ اسلئے ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ اس نے میری جگہ لے لی مجھے دھکا دیدیا وغیرہ وغیرہ اسلئے فرمایا کہ لڑائی نہ کرنا۔ اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جب تم حج کے لئے نکلو تو یہ تین باتیں یاد رکھو۔ آج جلسہ کا پہلا دن ہے۔ اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ ہماری آدمیوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ حج کرتے ہیں۔ مگر وہ فائدہ جو حج سے مقصود ہے وہ سالانہ جلسہ پر ہی اگر اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس غرض کے لئے نکلے وہ گندی اور لغو باتیں نہ کرے۔ خدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ اور لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے۔

پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں

کہ آپ لوگوں کو اگر یہاں آکر فائدہ اٹھانا ہے تو ان احکام پر عمل کرو ایک دوسرے سے فضول باتیں کرنا۔ گپیں ہانکنا لغو اور بیہودہ قصے سننا۔ سنانا اور بہت جگہ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہی باتوں کو نابود کرنے کے لئے تلوار کھینچی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کو مٹا کر یہ اجتماع قائم کیا ہے۔ تو جس طرح اس شخص کے لئے وہ حج بے فائدہ اور غیر مفید ہے۔ جو رفث ۔ فسوق اور جدال کو حج کے ایام میں نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح اس جلسہ پر آنے والا وہ شخص بھی ثواب اور فائدہ سے محروم رہتا ہے۔ جو ان باتوں کو نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما تفعلوا من خیر یعلمه الله ۔ تمہیں ان باتوں کے چھوڑنے میں دقتیں پیش آئیں گی۔ مشکلات ہونگی۔ مثلاً ایک شخص کو کسی نے گالی دے دی۔ اگر وہ یہ کہے کہ میری غیرت نہیں برداشت کر سکتی۔ میں ضرور اس سے بدلا لونگا ایسا آدمی اگر صبر سے کام لے۔ تو گو اس کے لئے کسی قدر مشکل ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم اس طرح خدا کے لئے کرو گے۔ تو کیا یہ ضائع جائے گا۔ ہرگز نہیں تم جو بھی بھلائی کا کام کرو۔ ہم اس کو خوب جانتے ہیں۔ تم اپنے افسروں اور حاکموں کو خوش کرنے کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ وہ تمہاری ان خدمات کو دیکھیں۔ لیکن جب تم کو یہ معلوم ہو کہ ہم جو کچھ خدا کے لئے تکلیف برداشت کرینگے۔ اس کے دیکھنے اور جاننے والا خدا موجود ہے تو کیا تم اس کے لئے تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ وتزودوا ۔ جب دنیا میں لوگ سفر کے لئے نکلتے ہیں تو کیسی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ اور سامان سفر کے مہیا کرنے کے لئے انسان کس طرح اسباب اور دیگر اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو تم ایک جگہ جمع ہوئے ہو تو یہ تمہارے ایک آخرت کے سفر کی تیاری ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ جب تم چھوٹے چھوٹے سفروں کے لئے سامان مہیا کرتے ہو۔ تو اس کے لئے بھی کرو۔ اور سب سے اچھا سامان تو یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اگر تمہیں تکالیف اور مشکلات برداشت کرنی پڑیں تو کر لو۔ دنیا میں انسان اگر کسی دکھ اور تکلیف کے برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں ایسا کروں گا تو مجھے نقصان اٹھانا پڑے گا۔ مثلاً کسی کو کسی نے گالی دی تو وہ یہ سمجھیگا۔ کہ اگر میں نے اس کا جواب نہ دیا۔ اور چپ ہو رہا۔ تو میری ہتک اور ذلت ہو گی تو انسان نقصان کے خطرہ کی وجہ سے تکلیف کے برداشت کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واتقون یا اولی الالباب ہمارے مقابلہ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا

یہ خوب یاد رکھو کہ رفث - فسوق اور جدال تو ہمیشہ ہی منع ہے۔ مگر اس اجتماع کے موقعہ پر یہ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ کے لئے اپنے آپ پر دباؤ نہیں ڈال سکتا۔ مگر ایک وقت کیلئے تو وہ ڈال سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کو گالیاں دے رہا ہو۔ لیکن اگر اس کو اسی وقت اپنے افسر کے سامنے جانا پڑے تو وہ اپنی زبان کو روک لیگا۔ اور اپنے نفس پر دباؤ ڈالیگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اب جو تم خدا کے حکم سے ایک جگہ جمع ہوئے ہو۔ تو ان باتوں کو اس موقع پر قطعاً چھوڑ دو۔ اور ان کو چھوڑ کر جو تم بھلائی کماؤ گے۔ اس کو اللہ خوب جانتا ہے۔ تم لوگ جو ان جلسہ کے پانچ ایام میں ان باتوں کو چھوڑ دو گے۔ اور اپنے نفس پر ظلم برداشت کرو گے۔ اور اپنے نفس کو مارو گے تو یہ جو تمہاری بھلائی ہوگی۔ خدا تعالیٰ اس کو بھلائے گا نہیں۔ بلکہ اسی کے عوض تم سے ساری عمر کے لئے یہ باتیں چھڑا دیگا۔ ایک کسان کھیت میں بیج ڈال کر اس کو خدا کے حوالہ کر آتا ہے تم بھی اس بیج کی طرح اپنے دلوں میں اس بھلائی کو ڈالکر خدا تعالیٰ کے حوالہ کر دو وہ خود اُسے بڑھائیگا۔ اور اس کی حفاظت کریگا بیج ضرور ہونا چاہیئے۔ اس کو بڑھانا خدا کا کام ہے۔ اور وہ ضرور بڑھاتا ہے۔ پھر ان دنوں میں جو کچھ کرنا چاہیئے وہ بھی خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے۔ فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ یعنی جب تم مناسک حج کو پورا کرو۔ تو ساتھ ہی اس طرح خدا کو یاد کرنا شروع کر دو۔ جس طرح تم اپنے ماں باپ کو یاد کرتے تھے۔ اور خدا کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر کرو۔ یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ کا جس طرح ذکر کرتے تھے۔ اسی طرح خدا کا کرو۔ ماں باپ کا تعلق تو بہت محدود تعلق ہوتا ہے۔ لیکن جو ہمیں اس خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جلسہ سے تعلق ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔ اس لئے ہمیں اس سے یہ نصیحت مل گئی۔ کہ جیسا حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہیں۔ ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں۔ اور جیسا حج میں مناسک حج کے بعد ذکر خدا کا حکم ہے اسی طرح ہماری جماعت جب لیکچر سننے سے فارغ ہو جائے تو فاذکروا اللہ تم خدا کے ذکر میں لگ جاؤ ٭

۔ یکہ میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... جب بیٹھتے تو اپنے آباء و اجداد کے نام لیکر ان کا ذکر کرتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کا ذکر کرو۔ اس سے بڑھ کر۔ جیسا کہ تم اپنے آباء کا کرتے ہو۔ اس کے یہ معنی بھی نہیں ہیں۔ کہ جس طرح تم اپنے ماں باپ کی تعریف کرتے ہو۔ اسی طرح یا اس سے زیادہ خدا کی کرو۔ بلکہ یہ بھی کہ جس طرح ایک چھوٹا بچہ ماں باپ سے جب بچھڑ جاتا ہے تو روتا اور چلاتا ہے۔ اور اس وقت تک آرام نہیں لیتا۔ جب تک کہ اپنے ماں باپ کو نہ پالے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خدا کے لئے انسان کو تڑپنا اور بلکنا چاہیئے۔ جن لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہ تم جو اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو اس سے بڑھ کر خدا کا کرو۔ وہ تو گذر گئے (اہل عرب حج کے بعد اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے فخریہ بیان کیا کرتے تھے) مگر ہمارے لئے یہ موقع ہے۔ تم یقیناً سمجھو کہ جو لوگ ان احکام کو مانیں گے اور ان پر عمل کرینگے۔ وہ اپنے اندر نمایاں تغیر اور تبدیلی دیکھیں گے اور جب یہاں سے واپس جائیں گے تو بہت سی ان کمزوریوں سے جن کو وہ دور کرنا چاہتے تھے۔ اور وہ دُور نہیں ہوتی تھیں۔ آسانی سے دور کر دینگے۔ خدا تمہیں اس کی توفیق دے ٭

رہائش کے متعلق ہدایات

ایک اور بات میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ سردی کے دن ہیں۔ سردی سے بچنا۔ بغیر کافی کپڑوں کے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔

مومن کی جان قیمتی چیز ہے۔

ہم جو اس قدر کوشش کرتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑھے۔ تو جو اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیا ان کی ہیں قدر نہیں، بہت بڑی قدر ہے۔ پس تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ اور سردی سے بچنے کی بہت کوشش کرو۔ بعض لوگ اپنے ڈیروں پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ دن تو بہت زیادہ عبادت کرنے کے دن ہیں۔ اسلئے نماز باجماعت مسجد میں پڑھنی چاہیئے مومن کبھی سست نہیں ہوتا۔ تم نے تو بڑے کام کرنے ہیں تمہارے آگے ساری دنیا ہے۔ جس کو تم نے فتح کرنا ہے جو لوگ دار العلوم میں رہتے ہیں وہ مسجد نور میں اور جو قادیان میں رہتے ہیں وہ چھوٹی اور بڑی مسجد میں نمازیں پڑھیں ٭

اہل قادیان کو نصیحت

وہ لوگ جو قادیان کے رہنے والے ہیں ان کو میں نصیحت کرتا ہوں ... یہ باتیں جن لوگوں میں پائی جاتی ہوں وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔ اور ان پانچوں میں سے ایک مہمان کی قدر کرنا ہو

قادیان کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ہماری نسبت حضرت مسیح موعود کے الہامات ہیں۔ اور آپ نے ہماری نسبت بہت عمدہ الفاظ فرمائے ہیں۔ میں ان باتوں کو مانتا ہوں۔ مگر تم اپنے اعمال سے بھی ثابت کر دکھاؤ۔ کہ واقعی تم ان باتوں کے مستحق ہو۔ پس جو مہمان تمہارے پاس آئے ہیں۔ انکی خاطر اور تواضع میں لگ جاؤ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے مہمان نہیں ہیں۔ اسلئے مجھے خدمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اور تم اس کے بندے ہو تو کیا یہ بندے کا فرض نہیں ہے کہ اپنے آقا کے مہمان کی خبرگیری کرے۔ ضرور ہے۔ یہ مہمان خدا کے گھر اور خدا ہی کی آواز پر آئے ہیں کیونکہ مامور من اللہ کی آواز خدا ہی کی آواز ہوتی ہے۔ تم لوگ انکی خبر گیری کرو۔ اگر تمہیں کسی سے تکلیف بھی پہنچ جائے۔ تو اس کو برداشت کرو اور کسی کی ہتک کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ جو مہمان کی ہتک کرتا ہے وہ اپنی ہی ہتک کرتا ہے کیونکہ مہمان اس کی عزت ہوتا ہے۔ پس اس سا احمق کون ہے۔ جو اپنی عزت آپ برباد کرے یا اپنا گلا آپ ہی کاٹے۔ تم لوگ ہر طرح سے مہمانوں کی خاطر اور تواضع میں لگے رہو ٭

حاضرین سے خطاب

اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں آپ لوگوں کو درد کی باتیں سناؤں گا۔ یہاں ہی کسی نے کہا تھا کہ ہمارے جانے کے بعد یہاں عیسائی پھرینگے۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہے کہ آج یہاں مسلمان ہی اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جلسہ کے ایام میں لوگ ٹھہرینگے اللہ جن کو توفیق دیگا۔ میری باتیں سنیں گے اور میں سناؤنگا۔

(دوسرا خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے حضور نے فرمایا)

مجھے ایک اور خیال آیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلسہ کے ایام میں ذکر الٰہی کرو۔ اس کا فائدہ خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اذکرونی اذکرکم۔ اگر تم ذکر الٰہی کرو گے۔ تو خدا تمہارا ذکر کرنا شروع کر دے گا۔ بھلا اس بندے جیسا خوش قسمت کون ہے۔ جس کو اپنا آقا یاد کرے اور بلائے۔ ذکر الٰہی تو ہے ہی بڑی نعمت۔ خواہ اس کے عوض انعام ملے یا نہ ملے پس تم ذکر الٰہی میں مشغول رہو ٭

جلسہ سالانہ میں مستورات کی شمولیت

اگرچہ اس سے پہلے بھی کئی احمدی خواتین سالانہ جلسہ پر تشریف لاتیں۔ مگر جس مقصد کے لئے آتیں کہ کوئی دینی مضمون سنیں گے یا درس قرآن شریف سے بہرہ ور ہونگے۔ اس کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ ہونے کے باعث بہت تاسف رہتا تھا۔ اب حضرت فضل عمر کی اولوالعزمی اور ہمت اور بیش بہا احسانات میں یہ بھی ایک فضل ہوا تھا۔ کہ ہماری باقاعدہ اجلاس ہوتے رہے جمعہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء کو بہت سی خواتین احمدیہ جمع ہوگئی تھیں۔ ۲۶ تاریخ دس بجے صبح جناب مولانا حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کا مؤثر اور مفید نسواں وعظ شروع ہوا تھا جو بہت ہی اصلاح کن ہوا۔

گیارہ بجے سے والدہ میاں عبدالحی کا مضمون خلافت کی ضرورت پر تھا۔ ۱۲ بجے تک۔ پھر عزیزہ امۃ الحی بنت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کا مضمون تعلیم نسواں اور ترغیب تعلیم پر تھا۔ عزیزہ موصوفہ کا مضمون عمدہ ہے۔ جو انشاء اللہ الگ اخبار میں دیدونگی۔

نماز ظہر کے بعد ہماری محترم و عزیز بہن غلام فاطمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب نے خلافت پر عمدہ طریقہ سے ایک اعلیٰ مضمون سنایا۔ اور اپنی خداداد لیاقت سے ہر مناسب طرز سے ادا کیا۔ جسے چار بجے عصر تک ختم کرنے پر بھی بیویوں کی خواہش تھی کہ کچھ اور سنائیں۔ انشاء اللہ لیکچر بھی الگ اخبار میں درج ہوگا۔ پھر ایک نظم درثمین سے پڑھ کر کارروائی ۲۶ تاریخ ختم ہوئی۔

۲۷۔ دسمبر ۱۹۱۴ء۔ صبح دس بجے ہی بوجہ کثرت خواتین کے صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے صحن میں فرش بچھایا گیا اور پہلے ہماری ایک محترم بہن اہلیہ سید مہدی حسین صاحب نے تلاوت قرآن حمید شروع کی۔ سورہ الرحمٰن کا رکوع اول پڑھا۔ اور پھر محترمہ غلام فاطمہ نے سوانح عمری حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سنانی شروع کی۔ آپ کا طرز بیان اور سمجھانا اعلیٰ درجہ کا اور عام فہم تھا۔ اور ایک بجے تک بخوبی ادا فرمایا۔ بعد از نماز ظہر ہماری مدرسۃ البنات کی استانی صاحبہ ہاجرہ نے اپنا ایک مضمون پڑھا۔

۲۸۔ دسمبر۔ صبح دس بجے۔ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل رامپوری کی بیوی صاحبہ نے اپنے بنائے ہوئے شعر پڑھے جو بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ تھے۔ پھر ان کے پڑھنے کا لہجہ بھی دلربا تھا

پھر ہماری قابل و لائق بہن عزیزہ اہلیہ میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل نے اپنا عمدہ مضمون "فرائض نسواں" پر سنایا عورتوں پر دو دو خور سنائے۔ اور انہیں سب مشکلات کا علاج بتایا۔ بچوں کی تربیت۔ سلیقہ شعاری۔ خانہ داری کا انتظام بتایا۔ اگر اس سے بھی مفصل ہوتا تو خوب تھا۔ آپ کے بعد ہماری بہن اہلیہ حافظ روشن علی صاحب نے اپنا مضمون پڑھا جسمیں اپنی بہنوں کو نماز، روزہ، حج۔ زکوٰۃ کی تفصیل بتائی اور انہیں اسلام کے احکام بتائے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء مضمون تو عمدہ تھا۔ چاہیے کہ ہماری معزز بہنیں طرز ادا بھی سیکھیں۔ تاکہ حضور نور رحمۃ اللہ علیہ کے فیض علمی سے دوسروں کو سیراب کریں۔ اس کے بعد ہماری واعظ بہن اہلیہ شیخ غلام احمد صاحب واعظ نے اپنی بہنوں کو رسم رسومات زمانہ کی غلطیوں سے آگاہ کیا اور خلافت کے متعلق کچھ فرمایا احمدی جماعت کی بچیوں اور بچوں کی رشتہ داریاں جماعت میں ہی کرنے کی تاکید فرمائی۔ بعد از نماز ظہر پھر ہماری بہن محترم غلام فاطمہ نے بقیہ سوانح عمری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع کی تھی اور اس کے حسن بیان سے بیویوں کے چہرے خوش اور مسرت آمیز دکھائی دینے لگے۔ اور خوشی سے سب متوجہ تھیں۔ کوئی ۱۵ منٹ ہی گذرے ہونگے۔ کہ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بحکم حضرت خلیفہ وقت تشریف لائے۔ پردہ کیا گیا اور مولوی صاحب نے اپنا وعظ مستورات میں شروع کیا۔ آپ کے سمجھانے کی طرز باریک نکات کے رنگ میں تھی۔ اور عورتوں کو فرمایا کہ تم لوگ اپنے مولا کو بہت جلد مل سکتی ہو اور آسانی سے کیونکہ دیکھو ۱۴-۱۵ سال کی بچی کو والدین کیسے پیار و محبت سے پالتے ہیں۔ پھر اسے ایک شخص کے حوالہ کرتے ہیں جو چاہے ہزاروں کوس پر اسے لیجائے تو وہ اپنی سہیلیاں۔ وطن و والدین بہن۔ بھائی چھوڑ کر گویا قربانی کرکے اس کے ساتھ جاتی ہے اور صبر و تحمل کر سکتی ہے مگر اُف نہیں کرتی تو اپنے عظیم رحمٰن مولا کو بھی اسی طرح ملو۔ وغیرہ۔ غرضیکہ لطیف وعظ تھا حتی کہ چار بج چکے تھے۔ مگر آپ کا مؤثر وعظ سننے کو اور جی چاہتا تھا۔ اس کے بعد ایک اور مولوی صاحب یا ماسٹر صاحب نے شاکر وعظ کہا تھا۔ مگر میں نے بوجہ مجبوری کے نہیں سنا

(ان کا نام ہے ماسٹر امان اللہ خان۔ ایڈیٹر)

۲۹۔ دسمبر ۱۹۱۴ء۔ حضور خلیفۃ المسیح فضل عمر کی تقریر تھی جو نصائح اور پُرجوش جذبہ اسلام سے لبریز نصائح عورتوں کو فرمائی گئیں۔ فرمایا عورتوں نے اپنے آپکو خود ہی ذلیل اور کم درجہ سمجھ لیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو انکو بھی آدمی ہی پیدا کیا تھا۔ اگر کسی بی بی نے پردہ کرنا ہو اور اُسے کہا جائے اندر یا وہاں آدمی ہے تو اس سے وہ مرد مراد لیتی ہے۔ حالانکہ یہ بھی آدمی ہی ہیں۔ کان۔ دل۔ زبان جو علم کے حصول کے لئے ہیں انکو بھی اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی دئیے ہیں جیسے مردوں کو۔ مگر انہوں نے خود ہی سمجھ رکھا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتیں کم علم ہیں۔ ناقص العقل ہیں یہ خیالات غلط ہیں تم اپنی اولادوں پر رحم کرو۔ انہیں دین اسلام سکھاؤ۔ کیونکہ پہلا مدرسہ والدہ کی گود ہے۔ اپنے خاوندوں اپنے بھائیوں اور اپنے بیٹوں کو مجبور کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی کتاب سکھائیں۔ اسلام کے لئے دل میں درد پیدا کرو۔ اسلام مُردہ ہے تمہارے دروازہ پر تڑپ رہا ہے۔ لہٰذا اس پر رحم کرو۔ احمدیت میں کامل ہو جاؤ۔ تمہارے دین پر دشمنوں نے کئی ہزار اعتراض کئے ہیں۔ اس کے جوابات ذہن نشین کرو کیا تم سکھ کی نیند سوؤ گی۔ اگر تمہارا کوئی بچہ پڑا تڑپ رہا ہو۔ اسیطرح اسلام پیاسا ہو کر تڑپتا ہے اسکی خبر گیری کرو۔ پھر عورتوں کے فرائض اسلام بتائے کہ نماز روزہ۔ زکوٰۃ حج بقدر ہمت پابندی سے ادا کرو۔ احمدیت کے متعلق فرمایا دیکھو دوسرے لوگوں کے ساتھ ہمارے دو تین ہی اختلاف ہیں وہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ زندہ چہارم آسمان پر ہیں ہم کہتے ہیں قرآن شریف سے انکی وفات ثابت ہے۔ اور وہ آیات نکال کر دکھلائیں اور تفسیر فرمائی۔ پھر یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی گدی پر کون بیٹھا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس نے ایسے موقعہ پر دعوے کیا اور جو کامیاب ہوا اور بس اس میں زیادہ علم کی بھی ضرورت نہیں یہ ایک موٹی سے موٹی عقل والے کو سمجھ آسکتی ہے کہ ہمارے نبی عربی صلعم سے بڑا اور سردار کوئی نبی نہیں۔ پھر وہ تو مردہ زمین میں دفن اور دوسروں کو ہم زندہ اور حی و قیوم کیونکر مان لیں جبکہ انہیں کے ذریعہ دوسرے نبیوں۔ رسولوں کی فضیلت بھی ہم نے سمجھی انہوں نے بتلایا کہ ابراہیم موسیٰ عیسیٰ وغیرہ ہم بڑے آدمی اور اللہ کے نبی تھے۔ ہم نے مانا کہ ہاں وہ عظیم الشان نبی تھے۔ پھر ہم ایسے نبی اکرم صلعم کو تو مُردہ اور دفن زمین سمجھیں اور دوسروں کو اب تک زندہ۔

سو تم خدا کیلئے اپنے اندر اسلام کے لئے درد پیدا کرو۔ آنحضرۃ صلعم کے وقت عورتوں نے ایسی نمایاں کامیابیاں حاصل کی تھیں کہ بڑے بڑے مرد انپر فخر کرتے تھے۔ قریباً نصف احادیث کی بیان کرنیوالی عورتیں ہی ہیں۔ سو اگر تم کرنے لگو تو بڑے بڑے عظیم الشان کام